روزنامہ

ٹیلی فون نمبر 047-6213029 FD-10

الفضل

قائم مقام ایڈیٹر: فخرالحق شمس

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

جمعرات 23 دسمبر 2010ء 16 محرم 1432 ہجری 23 فتح 1389 ہش جلد 60-95 نمبر 260

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اظہار سچائی کے لئے ایک مجدّد اعظم تھے جو گم گشتہ سچائی کو دوبارہ دنیا میں لائے۔اس فخر میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی بھی نبی شریک نہیں کہ آپ نے تمام دنیا کو ایک تاریکی میں پایا اور پھر آپ کے ظہور سے وہ تاریکی نور سے بدل گئی جس قوم میں آپ ظاہر ہوئے آپ فوت نہ ہوئے جب تک کہ اس تمام قوم نے شرک کا چولہ اتار کر توحید کا جامہ نہ پہن لیا اور نہ صرف اس قدر بلکہ وہ لوگ اعلیٰ مراتبِ ایمان کو پہنچ گئے اور وہ کام صدق اور وفا اور یقین کے ان سے ظاہر ہوئے کہ جس کی نظیر دنیا کے کسی حصہ میں پائی نہیں جاتی۔ یہ کامیابی اور اس قدر کامیابی کسی نبی کو بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نصیب نہیں ہوئی۔ یہی ایک بڑی دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ہے کہ آپ ایک ایسے زمانہ میں مبعوث اور تشریف فرما ہوئے جبکہ زمانہ نہایت درجہ کی ظلمت میں پڑا ہوا تھا۔اور طبعاً ایک عظیم الشان مصلح کا خواستگار تھا۔اور پھر آپ نے ایسے وقت میں دنیا سے انتقال فرمایا جبکہ لاکھوں انسان شرک اور بت پرستی کو چھوڑ کر توحید اور راہ راست اختیار کر چکے تھے۔اور درحقیقت یہ کامل اصلاح آپ ہی سے مخصوص تھی کہ آپ نے ایک قوم وحشی سیرت اور بہائم خصلت کو انسانی عادات سکھلائے۔یا دوسرے لفظوں میں یوں کہیں کہ بہائم کو انسان بنایا اور پھر انسانوں سے تعلیم یافتہ انسان بنایا۔اور پھر تعلیم یافتہ انسانوں سے باخدا انسان بنایا اور روحانیت کی کیفیت ان میں پھونک دی اور سچے خدا کے ساتھ ان کا تعلق پیدا کر دیا۔ وہ خدا کی راہ میں بکریوں کی طرح ذبح کئے گئے۔اور چیونٹیوں کی طرح پیروں میں کچلے گئے مگر ایمان کو ہاتھ سے نہ دیا۔ بلکہ ہر ایک مصیبت میں آگے قدم بڑھایا۔پس بلاشبہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم روحانیت قائم کرنے کے لحاظ سے آدم ثانی تھے۔ بلکہ حقیقی آدم وہی تھے جن کے ذریعہ اور طفیل سے تمام انسانی فضائل کمال کو پہنچے اور تمام نیک قوتیں اپنے اپنے کام میں لگ گئیں اور کوئی شاخ فطرت انسانی کی بے بار و بر نہ رہی۔

(لیکچر سیالکوٹ۔ روحانی خزائن جلد20 ص 206)

مجسم سچائی

معروف سماجی لیڈر مس اینی بیسنٹ پریذیڈنٹ تھیوسوفیکل سوسائٹی مدراس نے لکھا تھا کہ۔

’’پیغمبر اعظمؐ کی جس بات نے میرے دل میں عظمت اور بزرگی قائم کی ہے وہ ان کی وہ صفت ہے جس نے ان کو ان کے ہم وطنوں سے الامین کا خطاب دلوایا کوئی صفت اس سے افضل نہیں ہوسکتی اور کوئی بات اس سے زیادہ مسلم اور غیر مسلم دونوں کے لئے اشتراکاً لائق اتباع نہیں ایک ذات جو مجسم سچائی ہو اس کے اشرف ہونے میں کیا شک ہے۔ایسا ہی شخص مستحق ہوتا ہے کہ پیغام حق کا حامل بنے۔‘‘

(رسالہ نظام المشائخ۔ بحوالہ: برگزیدہ رسول غیروں میں مقبول صفحہ 25)

جلسہ سالانہ قادیان سے حضور انور کا خطاب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لندن سے جلسہ سالانہ قادیان کیلئے مورخہ 28 دسمبر 2010ء کو پاکستانی وقت کے مطابق سہ پہر 3:30 بجے اختتامی خطاب ارشاد فرمائیں گے۔ جو کہ ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر براہ راست نشر کیا جائے گا۔احباب کرام نوٹ فرمالیں اور استفادہ فرمائیں۔

دو نفلوں کی تحریک

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 3 دسمبر 2010ء کے خطبہ جمعہ میں احمدی احباب کو روزانہ دو نوافل ادا کرنے کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:۔

پس ان حالات میں دنیا بھر کی جماعتوں کے تمام افراد کو میں خاص طور پر اپنے مظلوم اور تکلیف اور مشکلات میں گرفتار بھائیوں کے لئے دعاؤں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کم از کم دو نفل روزانہ صرف ان لوگوں کیلئے ہر احمدی ادا کرے جو احمدیت کی وجہ سے کسی بھی قسم کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ جو ظالمانہ قوانین کی وجہ سے اپنی شہری اور مذہبی آزادیوں سے محروم کر دیئے گئے ہیں۔اسی طرح جماعتی ترقی کے لئے بھی خاص طور پر دعائیں کریں۔ پس اگر ہر احمدی اپنے دل کی بے چینی کو خداتعالیٰ کے حضور پہلے سے بڑھ کر پیش کرے گا تو خود مشاہدہ کرے گا کہ اللہ تعالیٰ کے پیار کی نظر اس پر کس طرح پڑ رہی ہے پہلے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ ان کو اپنے حصار میں لے لے گا۔

خصوصاً واقفین نو کے لئے

سیرۃ النبی ﷺ از شمائل الترمذی

قسط نمبر 16

رسول اللہ ﷺ کی قراءت کا بیان

یعلیٰ بن مملک سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ام سلمہؓ سے رسول اللہ ﷺ کی قراءت کے بارے میں پوچھا۔ حضرت ام سلمہؓ نے بتایا کہ آپ ﷺ کی قراءت واضح ہوتی آپؐ ایک ایک حرف (الگ، الگ) ادا کرتے۔

قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے کہا رسول اللہ ﷺ کی قراءت کیسی ہوتی تھی؟ انہوں نے کہا آپ ﷺ لمبا کر کے پڑھا کرتے تھے۔

حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ ٹھہر ٹھہر کر تلاوت فرماتے۔ آپؐ الحمد للہ رب العالمین پڑھ کر ٹھہر جاتے، پھر الرحمٰن الرحیم پڑھ کر ٹھہر جاتے۔ پھر مالک یوم الدین پڑھتے۔

عبداللہ بن ابی قیس کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہؓ سے نبی کریم ﷺ کی قراءت کے متعلق پوچھا کہ کیا آپؐ خاموشی سے تلاوت کرتے یا اونچی آواز میں؟ آپؓ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ کا دونوں طرح معمول تھا کبھی خاموشی سے اور کبھی اونچی آواز سے قراءت کرتے۔ میں نے کہا شکر ہے اللہ کا جس نے اس معاملہ میں وسعت عطا فرمائی۔

حضرت ام ھانیؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں رات کے وقت نبی کریم ﷺ کی تلاوت کی آواز سنا کرتی تھی جبکہ میں (اپنے گھر میں) اپنی چارپائی پر ہوتی تھی۔

حضرت عبداللہ بن مغفلؓ کہتے ہیں میں نے فتح مکہ کے دن نبی کریم ﷺ کو اونٹنی پر سوار دیکھا جبکہ آپ تلاوت فرما رہے تھے: اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا لِّیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ۔ ترجمہ: یقیناً ہم نے تجھے کھلی کھلی فتح عطا کی ہے تاکہ اللہ تجھے تیری ہر سابقہ اور ہر آئندہ ہونے والی لغزش بخش دے (الفتح: 3,2)

راوی کہتے ہیں کہ آپؐ نے یہ پڑھا اور الفاظ کو لمبا کر کے ادا کیا۔ معاویہ بن قرہ کہتے تھے کہ اگر لوگ اکٹھے نہ ہو جائیں تو میں اس آواز یا لحن میں پڑھ کر سناؤں۔

(رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے موقعہ پر آیت: اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا. ترجیع کر کے پڑھی۔ گو یہ رسول اللہ ﷺ کا عام طریق نہیں تھا)۔

قتادہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں بھیجا مگر وہ خوش شکل اور خوبصورت آواز والا تھا اور تمہارے نبی ﷺ بھی حسین چہرے والے اور خوبصورت آواز والے ہیں۔ آپؐ عام طرز کے الفاظ کو بہت لمبا کر کے ادا نہیں کرتے تھے۔

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی قراءت بسا اوقات جب آپؐ گھر میں ہوتے تو جو کمرے میں ہوتا وہ آپؐ کی آواز سن لیتا۔

رسول اللہ ﷺ کے گریہ کا بیان

عبداللہ بن شخیر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ نماز پڑھ رہے تھے تو رونے کی وجہ سے آپؐ کے سینے سے ایسی آواز نکل رہی تھی جیسے ہنڈیا ابلنے کی آواز ہو۔

حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ مجھے (قرآن پڑھ کر) سناؤ۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! کیا میں آپ ﷺ کو سناؤں حالانکہ آپؐ پر یہ نازل ہوا ہے؟ آپؐ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ کسی دوسرے سے یہ سنوں پس میں نے سورۃ النساء پڑھ کر سنائی یہانتک کہ جب میں آیت: وَجِئْنَا بِکَ عَلٰی ھٰٓؤُلَآءِ شَھِیْدًا (النساء: 42) پر پہنچا۔ (ترجمہ: پس کیا حال ہوگا جب ہم ہر ایک امت میں سے ایک گواہ لے کر آئیں گے اور ہم تجھے ان سب پر گواہ بنا کر لائیں گے) تو راوی کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک دن سورج کو گرہن ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نماز کسوف پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے (اور اتنا لمبا قیام فرمایا کہ) گویا رکوع نہیں کریں گے۔ پھر رکوع کیا (اتنا لمبا) کہ گویا رکوع سے سر نہیں اٹھائیں گے۔ پھر آپؐ نے سر اٹھایا (اور اتنا لمبا قیام کیا) گویا آپؐ سجدہ نہیں کریں گے پھر (اتنا لمبا) سجدہ کیا کہ گویا سجدے سے سر نہیں اُٹھائیں گے، پھر سر اُٹھایا اور (اتنی دیر بیٹھے کہ) گویا کہ (دوسرا) سجدہ نہیں کریں گے۔ پھر آپؐ نے (اتنا لمبا) سجدہ کیا کہ گویا (سجدے سے) سر نہیں اُٹھائیں گے۔ نماز میں (شدت گریہ سے) آپؐ کی سانس کی آواز آ رہی تھی۔ آپؐ روتے ہوئے کہہ رہے تھے اے میرے رب! کیا تو نے مجھ سے وعدہ نہیں کیا کہ تو انہیں عذاب نہیں دے گا جب تک میں ان میں موجود ہوں۔ اے میرے رب! کیا تو نے مجھ سے وعدہ نہیں کیا تھا کہ تو انہیں عذاب نہیں دے گا اس حال میں کہ وہ استغفار کرتے ہوں۔ اور ہم تجھ سے بخشش طلب کرتے ہیں۔ جب آپؐ دو رکعت پڑھ چکے تو سورج صاف اور روشن ہو چکا تھا۔ پھر آپؐ کھڑے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی اور فرمایا یقیناً سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کے نشانات میں سے دو نشان ہیں۔ یہ کسی کی موت کی وجہ سے نہیں گہناتے نہ کسی کی پیدائش سے۔ جب یہ گہنا جائیں تو ڈرتے ہوئے خدا کا ذکر کرو۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی کو اُٹھایا جو نزع کی حالت میں تھی اُسے گود میں لیا اور اپنے سامنے رکھا۔ رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں کے سامنے ان کا وصال ہو گیا اور حضرت ام ایمنؓ چلّانے لگیں تو آپ یعنی نبی ﷺ نے فرمایا کیا تو اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے روتی ہے؟ اس نے کہا کیا میں دیکھ نہیں رہی کہ آپؐ بھی رو رہے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: میں رو نہیں رہا یہ تو رحمت (کے آنسو) ہیں۔ ایک مومن تو ہر حال میں بھلائی اور خیر پر ہی ہوتا ہے۔ جب اس کی جان نکل رہی ہوتی ہے تو بھی وہ خدا تعالیٰ کی حمد بیان کر رہا ہوتا ہے۔

حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمانؓ بن مظعون کی وفات پر ان کو بوسہ دیا۔ اس وقت آپؐ رو رہے تھے یا راوی نے یہ کہا کہ آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی بیٹی (کی تدفین) پر موجود تھے جبکہ رسول اللہ ﷺ قبر کے پاس بیٹھے تھے تو میں نے دیکھا کہ آپؐ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تم میں سے ایسا کوئی شخص ہے جس نے آج رات کسی لغزش (یا غلطی) کا ارتکاب نہ کیا ہو حضرت ابوطلحہؓ نے عرض کی: میں ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: اترو۔ چنانچہ وہ ان کی قبر میں اترے۔

رسول اللہ ﷺ کے بستر کا بیان

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا بستر جس پر آپؐ سوتے تھے چمڑے کا تھا۔ اس میں کچھ کھجور کے ریشے بھرے ہوئے تھے۔

جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا کہ آپ کے گھر میں رسول اللہ ﷺ کا بستر کیسا ہوتا تھا؟ آپؓ نے فرمایا وہ چمڑے کا تھا جس میں کھجور کے ریشے بھرے تھے۔ حضرت حفصہؓ سے پوچھا گیا کہ آپؓ کے گھر میں رسول اللہ ﷺ کا بستر کیسا ہوتا تھا؟ انہوں نے فرمایا وہ پشم کا تھا میں اس کی دو تہیں لگا دیتی۔ رسول اللہ ﷺ اس پر سوتے تھے۔ ایک رات میں نے سوچا کیوں نہ اس کی چار تہیں لگا دوں تو وہ آپؐ کے لئے زیادہ آرام دہ ہو جائے گا۔ چنانچہ ہم نے اس کی چار تہیں لگا دیں۔ جب صبح ہوئی تو آپؐ نے فرمایا تم نے رات میرے لئے کیا بچھایا تھا؟ حضرت حفصہؓ کہتی ہیں میں نے عرض کی وہ آپؐ کا ہی بستر تھا۔ صرف ہم نے اس کی چار تہیں لگا دی تھیں تاکہ وہ آپؐ کے لئے زیادہ آرام دہ ہو جائے۔ آپؐ نے فرمایا: اُسے پہلے جیسا ہی رہنے دو کیونکہ اس کی نرمی میرے لئے رات نماز میں روک بن رہی تھی۔

میرے دل میں کوئی بغض نہیں

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

''میں دوستوں کو ہدایت کرتا ہوں کہ جو مضمون بھی لکھیں نرمی اور محبت سے لکھیں۔ یہ صحیح ہے کہ جہاں کوئی تلخ مضمون آئے گا اس کی کچھ نہ کچھ تلخی تو باقی رہے گی۔ لیکن جہاں تک ہو سکے الفاظ نرم استعمال کرنے چاہئیں.......... میں مانتا ہوں کہ پیغامیوں کی طرف سے ہمیشہ سختی کی جاتی ہے۔ اس لئے بعض دوست جواب میں سختی سے کام لیتے ہیں۔ مگر مجھے یہ طریق سخت ناپسند ہے۔ میں نے کئی دفعہ بتایا ہے کہ شدید سے شدید دشمن کے متعلق بھی سخت کلامی مجھے پسند نہیں۔ میرے نزدیک مولوی ثناء اللہ صاحب ہمارے اشد ترین دشمن ہیں۔ مگر میں نے کئی بار دل میں غور کیا ہے۔ ان کے متعلق بھی اپنے دل میں کبھی بغض نہیں پایا۔ اور میں سمجھتا ہوں اگر کسی دشمن کے متعلق دل میں بغض رکھا جائے تو اس سے (دین) کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے.......... ہر شخص کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ اگر کسی نے سزا دینی ہو تو اس نے، اگر کسی نے بخشنا ہو تو اس نے، میں کیوں اپنے دل میں بغض رکھ کر اسے سیاہ کروں۔ پس دل میں بغض اور کینہ رکھ کر کام نہ کرو بلکہ محبت واخلاص رکھ کر کرو''۔

(الفضل یکم مئی 40ء)

پبلشر و پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت: دار النصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

مکرم ڈاکٹر افتخار احمد ایاز صاحب ...... تقریر برموقع جلسہ سالانہ جرمنی 2010ء

مساویانہ انسانی حقوق کا بین الاقوامی دستور

میثاق مدینہ

خدا تعالیٰ کے مامور تاریکی کے دور میں اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے حقوق قائم کرنے کے لئے تشریف لاتے ہیں۔ ان کا اولین مطمح نظر دنیا میں عدل وانصاف اور اعلیٰ اخلاقی اقدار پر مبنی معاشرہ کا قیام ہوتا ہے۔ظہور اسلام سے قبل عرب دنیا کچھ ایسی ہی صورتحال سے دوچار تھی وہ سخت اخلاقی گراوٹ، بے راہ روی اور بدامنی وفساد کا شکار تھی اور طُرفہ یہ کہ انہیں اپنی اس جہالت پر فخر تھا وہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر تلواریں نکال لیتے بسا اوقات یہ قبائلی جھگڑے جنگوں کی صورت اختیار کر جاتے۔ اور انتقام کے نام پر قتل وغارت کا ایسا سلسلہ چلتا جو رکنے کا نام نہ لیتا تھا۔ الغرض اس زمانہ میں عرب میں ہر طرف ظلم وتعدی کا دور دورہ تھا جس کی اصلاح کے لئے ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ مبعوث ہوئے۔ سرولیم میور نے اس زمانہ کا نقشہ یوں کھینچا ہے:

’’محمد (ﷺ) کی جوانی کے زمانہ میں عرب ایک بندھی لکیر پر چلنے والے لوگ تھے۔ ملک کی حالت ہر قسم کے تغیر اور اصلاح کے سخت مخالف تھی بلکہ اس کی تاریخ میں شاید اس زمانہ سے بڑھ کر کوئی زمانہ نہیں گزرا جب اس کی اصلاح اس وقت سے زیادہ مشکل اور مایوس کن ہو۔ بت پرستی اور بنو اسماعیل کے توہمانہ عقائد کا دریا ہر سمت سے جوش مارتا ہوا کعبہ کی دیواروں سے آ آ کر ٹکراتا تھا۔‘‘

یہ وہ حالات جن کا سامنا مکہ میں ہمارے آقا ومولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو کرنا پڑا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے حقوق قائم کرنے کے لئے تن تنہا جو آواز آپ نے اٹھائی اسے دبا دینے کی ہر ممکن کوشش کی گئی۔ رسول کریمؐ اور آپ کے اصحاب کو ظلم وستم کا نشانہ بنایا گیا اور بالآخر آپ کو اپنا گھر اور وطن چھوڑ دینے پر مجبور کر دیا گیا اور آپؐ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے۔

اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق کے مطابق ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ نے قیام امن اور عدل وانصاف کی ذمہ داری کو اپنی تعلیم اور عملی نمونہ سے، پہلے مکی دور اور پھر مدنی دور میں خوب ادا کر کے دکھایا۔ اس وقت موضوع گفتگو مدینہ کی پہلی آزادانہ اسلامی ریاست کے قیام کے وقت ہونے والے معاہدہ ’’میثاق مدینہ‘‘ کا کسی قدر تفصیلی جائزہ ہے۔

اس معاہدہ کے نتیجہ میں مدینہ اور اس کے ماحول میں موجود غیر مذاہب اور اقوام کے ساتھ منصفانہ برتاؤ اور حسن سلوک کے علاوہ آزادئ مذہب اور عدل وانصاف کے زریں اسلامی اصول کے عملی نمونے واضح ہو کر سامنے آئے۔

یہ ایسے بنیادی اصول اور قواعد وضوابط تھے کہ دور حاضر میں اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے 10 دسمبر 1948ء کو دنیا کی مختلف اقوام اور تہذیبوں کے لئے تیس نکات پر مشتمل ایک چارٹر کے ذریعہ بین الاقوامی سطح پر حقوق انسانی کا اعلان کیا۔ اس چارٹر کا مقصد بیسویں صدی کے بگڑے ہوئے رسم و رواج، کمزوروں، اقلیتوں اور عورتوں کی حق تلفی، دوسروں کو غلام بنانے اور ان سے بے گار لینے جیسے مظالم سے نجات تھا۔ لیکن ساتویں صدی عیسوی میں عرب میں روا رکھے جانے والے مظالم، آج کے دور سے کہیں زیادہ سخت تھے۔ اس وقت ہمارے نبیؐ کی طرف سے حقوق انسانی کے جس چارٹر کا اعلان کیا گیا وہ تاریخ میں پہلا تحریری دستور کہلاتا ہے اور جو تمام بنیادی انسانی حقوق پر حاوی تھا۔ اس میں ریاست کے شہریوں کا حقِ زندگی، حق ملکیت اور آزادئ ضمیر و مذہب وغیرہ سب امور کا خیال رکھا گیا تھا۔ آج کی مہذب دنیا نے اپنے چارٹر کے ذریعہ ابھی تک بمشکل اس کی ابتدائی منازل ہی طے کی ہیں۔ جبکہ بانیٔ اسلام نے ساتویں صدی عیسوی میں میثاق مدینہ کے ذریعہ اس سے کہیں بہتر حقوق دینے کا عزم کیا تھا۔

پس آج سے چودہ سو سال قبل آنحضور ﷺ کا حقوق انسانی کا قیام کوئی معمولی واقعہ نہیں تھا بلکہ دوسرے لفظوں میں یہ جاہلوں اور جنگلیوں کو ایک مہذب معاشرہ میں تبدیل کرنا تھا۔ آپؐ نے جس حکمت اور ہمدردانہ دعاؤں کے ساتھ یہ انقلاب برپا کیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔

آنحضرتؐ کی ہجرت مدینہ سے بین الاقوامی سیاسی اور انتظامی نوعیت کے بہت سے اصول و آداب بھی سامنے آئے۔ مکہ اور اس کے قرب و جوار میں جو لوگ اکا دکا مسلمان ہوئے اور جو مکہ کے گرد ونواح میں رہتے تھے ان کو تلقین کی گئی کہ وہ ہجرت کر کے مدینہ منورہ آ جائیں۔ تا کہ غیر اسلامی ماحول میں دوبارہ جذب ہونے کی بجائے وہ رسول اللہ ﷺ کی صحبت سے فیض یاب ہو کر تربیت پائیں دوسرے اہل مدینہ کی تعداد میں اضافہ اس نئی اسلامی ریاست کی مزید مضبوطی کا باعث ہو۔ جب ہجرت کا عمل مکمل ہو گیا تو اس نے ایک ایسا بین الاقوامی معاشرہ قائم کر دیا جو اسلامی معیار کے لحاظ سے ایک مکمل اور قابل تقلید معاشرہ تھا۔ اس کے باوجود مدینہ منورہ کی ننھی منی شہری ریاست میں ہجرت کے ابتدائی سالوں میں مسلمانوں کی تعداد بہت کم رہی۔ وہاں کے باشندوں کی اکثریت کئی سال تک یہودیوں اور مشرکین وغیرہ پر مشتمل تھی۔ منافقین ان کے علاوہ تھے جن کی تعداد ہزاروں میں نہیں تو سینکڑوں میں ضرور تھی۔ اور شہر مدینہ ایک کسموپولیٹن (Cosmopoliton) شہر بن گیا تھا جہاں مختلف زبانیں بولنے والے اور مختلف علاقائی پس منظر رکھنے والے باشندے نظر آنے لگے۔ اور دیکھتے دیکھتے مدینہ میں علاقائیت اور قبائلیت کی بجائے اسلامی عالمگیریت کا رنگ غالب آنے لگا اور اس مرکز اسلام سے پیغام حق اردگرد علاقوں میں پہنچنے لگا۔

ان حالات میں آنحضرت ﷺ کی دور اندیش طبیعت سے یہ بعید تھا کہ جب شہر کے اندر مسلمانوں کے جان و مال معرض خطر میں تھے اور قریش مکہ کی عداوت کی وجہ سے اسلام کی موت اور زندگی کا سوال سامنے تھا مدینہ کے یہود اور مشرکین کو بغیر کسی معاہدہ کے چھوڑ دیتے۔ چنانچہ پہلے تو آپ نے اوس اور خزرج کے مسلمانوں کے اندرونی نظم ونسق کے متعلق چند قواعد فیصلہ فرمائے۔ پھر اتفاق رائے سے یہود کے ساتھ ایک معاہدہ طے فرمایا جو باقاعدہ ضبط تحریر میں لایا گیا اور میثاق مدینہ کے نام سے معروف ہے، جس کی طرف قرآن کریم اور احادیث میں بھی واضح اشارے ہیں اور پوری تفصیل تاریخ میں درج ہے یہ معاہدہ بین الاقوامی تعلقات کے حوالے سے آج بھی رہنما حیثیت رکھتا ہے۔ خوش قسمتی سے چودہ سو سال بعد بھی اس تاریخی دستاویز کا مکمل متن ہمارے پاس موجود ہے۔ دور جدید کے مشہور محقق ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب نے ’’دنیا کا پہلا تحریری دستور‘‘ کے نام سے اپنی کتاب میں اس معاہدہ پر بحث کرتے ہوئے واضح کیا ہے کہ میثاق مدینہ کی حیثیت ایک ریاست کے دستور سے بھی بڑھ کر تھی۔ اور تحقیقی جائزہ لینے کے بعد واقعی اس معاہدہ کی دستوری دفعات اور آئینی انتظامات کے پیش نظر اسے دنیا کا پہلا دستور کہا جا سکتا ہے اس کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی تعلقات کی تاریخ میں اس معاہدہ کو ایک اہم اور عظیم الشان دستاویز کی حیثیت بھی حاصل رہے گی۔ اس کی سب سے نمایاں خوبی وہ حقوق ہیں جن کا پہلی بار اس میں اعلان کیا گیا اور جن سے آج بھی اسلام کے قانون بین الاقوامی کے بارہ میں بہت سے اصول اخذ کئے جا سکتے ہیں، اس معاہدہ نے مدینہ کے متحارب قبائل کے مابین جاری اس جنگ کو ختم کر دیا جس نے اس کی معاشرت کو تباہ کر دیا تھا۔ اسی طرح یہود کے ساتھ برابری کی سطح پر ایک دوسرے کی مدد اور موافقت کا معاہدہ ہوا۔ مدینہ منورہ سے باہر یہودیوں کے درجنوں قبائل آباد تھے ان میں قبائل بنو النضیر، بنو قینقاع اور بنو قریظہ نسبتاً زیادہ معروف اور بااثر تھے، وہ بھی اس معاہدہ میں فریق بن گئے اور ان سے رسول اللہ ﷺ نے اسلام کے قانون بین الممالک کی برتری کو تسلیم کروالیا۔ اس پس منظر کے بعد اب میں میثاق مدینہ کی 53 شقوں میں سے صرف دس اہم اور موٹی موٹی شقیں ہی بیان کر سکوں گا کیونکہ پورا معاہدہ پیش کرنے کا وقت نہیں ہے۔ میثاق مدینہ کے شروع میں ہی اس کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے:

’’یہ نوشتہ یا دستاویز محمد (ﷺ) کی طرف سے ہے جو نبی ہیں، قریش اور اہل یثرب میں سے ایمانداروں اور اطاعت گزاروں نیز ان لوگوں کے درمیان جو ان کے تابع ہوں اور ان کے ساتھ شامل ہو جائیں اور ان کے ہمراہ جہاد میں حصہ لیں۔

1۔ دوسرے لوگوں کے بالمقابل وہ ایک امّت (سیاسی وحدت) ہوں گے۔

2۔ کوئی مسلمان یا اس کے اہل و عیال جماعت میں فتنہ و فساد اور تفرقہ پیدا نہیں کریں گے۔ مسلمان کے ہاتھوں اگر کوئی غیر مسلم مارا جائے تو قانون کے مطابق سزا ہوگی۔

3۔ معاہدہ میں شامل کوئی گروہ خون بہا کی مقررہ حدود میں تخفیف یا ترمیم نہیں کرے گا اس معاہدہ میں کوئی بے جا سفارش نہیں چلے گی۔

4۔ کسی غیر مسلم کو ناحق کسی مسلمان کو تکلیف پہنچانے کی اجازت بھی نہ ہوگی۔

5۔ انصاف کے حصول کے لئے مسلمان کو یہودی کی مدد کرنے کی اجازت ہوگی۔

6۔ کوئی مسلمان کسی غیر مسلم کو مسلمان کے خلاف پناہ نہیں دے گا نہ کسی غیر مسلم سے چھینے ہوئے مال کی حفاظت کا ضامن بنے گا۔

7۔ کوئی مسلمان کسی یہودی پر ناحق تہمت نہیں لگائے گا۔

8۔ یہود اور مسلمان باہم خیر خواہی سے رہیں گے۔

9۔ فریقین اپنے ہمسائے کی حفاظت کریں گے خواہ اس کا مذہب کوئی بھی ہو۔

10۔ فساد اور شرارت کرنے والوں کو پناہ نہیں دی جائے گی۔

اس معاہدے میں اسلامی معاشرہ کے نظم و نسق سے متعلق متعدد رہنما اصول ملتے ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

اس معاہدہ کی رو سے مسلمانوں اور یہودیوں کے باہمی تعلقات منضبط ہو گئے۔ اور مدینہ میں ایک منظم حکومت کی بنیاد قائم ہو گئی جس کے ماتحت ہر قوم اپنے اندرونی معاملات میں آزاد

ہونے کے ایک اجتماعی قانون اور مرکزی حکومت کے ماتحت آ گئی اور اس مرکزی حکومت کے صدر آنحضرت ﷺ قرار پائے۔

اس سے یہ بات صاف عیاں ہوتی ہے کہ آنحضرت ﷺ کس قدر امن کے دلدادہ تھے اور ہوتے بھی کیوں نہ کیونکہ اسلام کے معنی ہی امن اور سلامتی کے ہیں اور یہی تعلیم آپ دنیا کے لئے لے کر آئے تھے اور رحمۃ للعالمین بن کر آئے تھے۔ پس یہ بات خیال میں بھی نہیں آسکتی کہ آپ ایک قوم کے ساتھ معاہدہ فرمائیں اور اس میں وہ باتیں داخل نہ ہوں جو کہ امن خوشی اور خوشحالی کی ضمانت ہوں۔

پس آپ نے خصوصیت کے ساتھ معاہدہ میں وہ باتیں شامل فرمائیں جس سے کہ لوگ فتنہ وفساد اور بغاوت کے طریق سے بچتے رہیں اور تا مدینہ اور اس کے اردگرد ایک پُرامن معاشرہ قائم ہو سکے۔

معاہدہ کی ایک شق یہ تھی کہ: ''یہودی قبائل جو مدینہ کے مختلف قبائل کے ماتحت معاہدہ کر چکے تھے ان کے حقوق مسلمانوں کے سے حقوق ہوں گے''۔

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے یہودیوں کو ان کے حقوق کے لحاظ سے مسلمانوں کے برابر رکھا اور نہ صرف یہودیوں کو بلکہ ان کے حلیف کو بھی جن کے ساتھ یہودیوں نے معاہدہ کیا تھا ان کو بھی آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کے برابر حقوق عطا فرمائے۔

ایک شق تھی کہ: ''یہودی اپنے مذہب پر قائم رہیں گے اور مسلمان اپنے مذہب پر قائم رہیں گے''۔ اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ہر ایک کو مکمل طور پر مذہبی آزادی عطا فرمائی کہ جو جس مذہب پر رہنا چاہے رہ سکتا ہے گویا آنحضرت ﷺ نے اس دن یہ اعلان فرما دیا کہ یہودی کو اسلام لانے پر زور نہیں دیا جائے گا۔ وہ اپنے مذہب پر آزادی کے ساتھ عمل کر سکتے ہیں۔ اور اپنی مذہبی رسومات اور عادات آزادی کے ساتھ بجا لاسکتے ہیں اور کسی مسلمان کو یہ حق حاصل نہیں ہوگا کہ وہ ان سے اس معاملہ میں کسی قسم کا اختلاف کرے اور ان کے مذہبی معاملات میں دخل اندازی کرے۔ یہ کتنی بڑی آزادی تھی جو آنحضرت ﷺ نے غیروں کو عطا کی باوجود اس کے آپ کی بعثت کا مقصد توحید کا قیام تھا اور اس کائنات میں کوئی چیز آپ کو توحید سے زیادہ عزیز نہیں تھی پھر بھی آپ کی طرف سے یہ اعلان عام تھا کہ دین کے معاملہ میں کوئی جبر نہیں ہر شخص اپنی مرضی کا دین اختیار کر سکتا ہے۔

(1) اس معاہدہ اور میثاق کا اطلاق عصر حاضر میں مستعمل اصطلاح لفظ ''دستور'' پر ہوتا ہے اس میثاق او رمعاہدے کی شکل میں دراصل اس وقت کے دستور کا ہی اعلان تھا کیونکہ اس میثاق اور معاہدے کی تمام شقیں موجودہ دور کے جدید دستور سے بڑھ کر ہیں' اس میثاق میں ریاست کے داخلی اور خارجی امور پر واضح احکامات موجود تھے' اور اس میں وہ اصول وقوانین بھی تھے جن سے باہم ایک دوسرے کے ساتھ تعلقات قائم کر سکتے ہیں۔ اس دستور کی تکمیل کے متعلق یہی بات کافی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وحی الٰہی کی روشنی میں اسے وضع فرما کر اپنے صحابہ کرام کو لکھوایا۔ اور اس دستور کو جملہ مسلمانوں اور ان کے پڑوسی یہودیوں کے درمیان متفقہ بنیاد قرار دیا۔ اس طرح اسلامی معاشرہ روز اول سے ہی ایک مکمل دستور کی بنیاد پر قائم ہوا۔

اس دستور کے جملہ نکات اسلامی معاشرے کے شرعی احکام کی تعمیل کرنے میں بھی بنیادی حیثیت اختیار کر گئے کیونکہ اس میں وحدت امت مسلمہ کی فکر اور دیگر تنظیمی اور اداراتی نظم ونسق کے بارے میں شقیں موجود تھیں۔ حقیقت یہ ہے کہ کسی بھی جگہ پر اس وقت تک نہ کوئی اسلامی حکومت قائم ہو سکتی ہے اور نہ ہی اس کا قانون چل سکتا ہے جب تک کہ دستوری تنظیم قائم نہ ہو' جس کو رسول اللہ ﷺ نے تشکیل دیا۔

یہاں میثاق مدینہ کی کچھ اور خصوصیات بھی بیان کرنی مناسب ہونگی۔

اس میثاق کا پہلا نکتہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ دین اسلام وہ واحد دین ہے جو مسلمانوں کی وحدت کو یقینی بناتا ہے اور مسلمانوں کو امت واحدہ کی شکل دیتا ہے۔ اس حقیقت کی وجہ سے مسلمانوں کے اندر پائے جانے والے جملہ فرق اور ہر قسم کی تمیز ختم ہو کر رہ جاتی ہے۔ یہ وہ پہلی اساس ہے جو ایک مضبوط، پرامن اور پاکیزہ معاشرے کی عمارت قائم کرنے کے لئے ضروری ہے۔

میثاق مدینہ کا دوسرا اور تیسرا نکتہ اسلامی معاشرے کی اہم خصوصیات کو اجاگر کرتا ہے' اس سے مسلمانوں کا آپس میں باہمی کفالت اور ضمانت کا تصور بہترین شکل میں سامنے آتا ہے کیونکہ مسلمان اپنے دینی و دنیوی معاملات میں ایک دوسرے کے ذمہ دار ہیں' شریعت اسلامیہ کے جملہ احکام اسی ذمہ داری کی بنیاد پر قائم ہیں' اور یہ معاہدہ مسلمانوں کے درمیان ان کے باہمی کفالت کے نظام کو کئی طریقوں اور کئی شکلوں میں نافذ کرنے کی نشاندہی کرتا ہے۔

میثاق مدینہ کا پانچواں اور چھٹا نکتہ مسلمانوں میں پائی جانے والی ایک مضبوط مساوات کو ظاہر کرتا ہے، یہ مساوات حقیقی طور پر اسلامی معاشرے کا ایک اہم ستون ہے' جس پر پوری طرح عمل کرنا اور معاشرے میں اس کو نافذ کرنا واجب اور ضروری ہے۔ مسلمانوں کی مساوات کا مظہر میثاق مدینہ کی وہ شق ہے' جس کے مطابق طے پایا کہ:۔

ذمۃ اللہ واحدۃ یُجِیْرُ علیھم یعنی اللہ تعالیٰ کا ذمہ ایک ہے، مسلمانوں کا ادنیٰ فرد بھی کسی کو پناہ دیدے تو اس کی پابندی سب پر لازم ہے۔

کوئی بھی مسلمان جو کسی کو پناہ دیتا ہے، اس کی پناہ اور ذمہ داری کا احترام کیا جائے گا اور مسلمان کی پناہ میں آیا ہوا ہر شخص محفوظ رہے گا' کسی دوسرے کو یہ حق نہیں پہنچتا خواہ حاکم ہو یا محکوم وہ کسی مسلمان کی پناہ میں آئے ہوئے کسی شخص پر دست درازی کرے۔ اس حکم میں مسلمان عورت بھی مسلمان مرد سے علیحدہ نہیں، بلکہ کسی مسلمان عورت کی پناہ میں آئے ہوئے شخص کو بھی ویسے ہی محفوظ سمجھا جائے گا اور اس مسلمان عورت کی پناہ کا احترام کیا جائے گا۔

یہ وہ بنیادی احکام وضوابط ہیں جن پر یہ میثاق مدینہ مشتمل تھا اور اسی بنیاد پر مدینہ منورہ میں رسول اکرم ﷺ نے اسلامی ریاست قائم فرمائی اور مسلمانوں کے لئے آپ ﷺ نے جدید معاشرہ کے قیام کا طریق اور لائحہ عمل وضع فرمایا۔ اس کے علاوہ بھی اس میثاق مدینہ میں کئی احکام شریعت پوشیدہ ہیں جو غور وتامّل سے واضح ہو سکتے ہیں اس میثاق ومعاہدے سے رہنمائی حاصل کرتے ہوئے اور اس کے جملہ احکام پر پوری طرح عمل پیرا ہوتے ہوئے ہی اسلامی ریاست مضبوط ستونوں اور قومی بنیادوں پر قائم ہوئی پھر یہ ریاست شرق و غرب میں تیزی سے پھیلتی چلی گئی جو انسانیت کی عظمت اور ترقی کی علامت بنی اور اس نے لوگوں کے سامنے صحیح تہذیب وتمدن اور عظیم ثقافت کے درخشاں مظاہرے پیش کئے۔

مگر جس طرح ریاست مدینہ کے آئین میں رنگ ونسل اور جنس کے امتیاز کے بغیر بنیادی انسانی حقوق کی واضح اور یقینی طور پر ضمانت دی گئی۔ اسی طرح جان ومال اور آبرو کے تحفظ میں بھی ریاستی شہریوں میں کوئی امتیاز روا نہ رکھا گیا۔

الغرض میثاق مدینہ کا عظیم الشان معاہدہ قیام امن اور انصاف کے لئے اپنے مخصوص پس منظر میں رسول اللہ کا ایک اہم کارنامہ تھا۔ جس کی خصوصیات دور حاضر کے ایسے معاہدات سے موازنہ میں نمایاں ہوکر سامنے آتی ہیں۔ خصوصاً جب ہم ایسے دمعاہدات کے مندرجات اور ان پر عمل درآمد کی کیفیت کا جائزہ لیتے ہیں تو یہ معاہدہ بہت نمایاں ہو کر سامنے آتا ہے......

چنانچہ مغربی دنیا میں سن 1215 میں King John کے Magna Carta پر دستخط کرنا آئین اور تمدن متعارف کروانے کے مترادف تھا۔ لیکن اگر Magna Carta کا موازنہ Constitution of Madina سے کیا جائے یا 1689 میں جاری ہونے والے Bill of Rights یا 1700 میں The Act of Settlement سے یا پھر 1911 میں The Act of Parliament سے کہ ان میں جو وعدے شہری حقوق کے کئے گئے اس سے کئی صدیاں قبل میثاق مدینہ میں ان حقوق کو بہتر رنگ میں محفوظ کر دیا گیا تھا۔

امریکہ کا Constitutional Convention ہو یا Charter of United Nations ان کے تقابلی مطالعہ سے عیاں ہوتا ہے کہ اپنے ماحول، پس منظر اور تمدن کے اعتبار سے میثاق مدینہ کہیں زیادہ شان اور عظمت رکھتا ہے۔

چنانچہ 26/جون 1945 کو اقوام متحدہ کے چارٹر منظوری کے وقت اس کے قیام کے مقاصد کا ذکر کرتے ہوئے خلاصہ یہ بیان کیا گیا کہ

''عالمی سطح پر اقتصادی، سماجی، ثقافتی اور انسانی حقوق کے مسائل کو حل کرنے کے لئے بین الاقوامی تعاون کا حصول تا کہ انسانی حقوق کا فروغ وحوصلہ افزائی اور بغیر نسل جنس، زبان یا مذہب کی تجویز کے بنیادی آزادیوں کی فراہمی ممکن ہو سکے''

اس طرح اِس چارٹر کے آرٹیکل 55 میں بنیادی حقوق کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ طے کیا گیا:۔

''عالمی سطح پر اقوام عالم کے مابین برابر حقوق اور عوام کے حق خود ارادیت کے اصول کی بنیاد پر امن اور دوستانہ تعلقات کے قیام کے لئے اولین ضرورت یعنی استحکام اور بہبود کے حصول کے لئے اقوام متحدہ بایں طور کوشاں رہے گی کہ:۔

(الف) اعلیٰ معیار زندگی، کلّی روزگار، اور اقتصادی وسماجی ترقی کو فروغ دیا جائے گا۔

(ب) بین الاقوامی اقتصادی، سماجی اور صحت سے متعلقہ مسائل کو حل کیا جائے گا اور بین الاقوامی ثقافت وتعلیمی تعاون کو فروغ دیا جائے گا اور

(ج) عالمی سطح پر رنگ ونسل، جنس، زبان یا مذہب کے امتیاز کے بغیر انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کے احترام کو فروغ دیا جائے گا۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ اقوام متحدہ کا 10 دسمبر 1948ء کو منظور کیا جانے والا ''عالمی منشور حقوق انسانی'' کوئی معاہدہ نہیں بلکہ ایک اعلان تھا جس کی پابندی تمام اقوام عالم کے لئے ضروری تھی پھر بھی کئی ممالک نے اس کے حق میں ووٹ دینے سے اجتناب کر کے اس میں شرکت سے انکار کیا گویا آج کے ترقی یافتہ دَور میں بھی مغربی معاشرہ میں بنیادی حقوق کی صورتحال اتنی حوصلہ افزاء نہیں۔ جتنا میثاق مدینہ میں ہر فریق کو ان حقوق کی ادائیگی کے لئے پابند کیا گیا تھا۔

میثاق مدینہ کی شقوں سے ظاہر ہے کہ مدینہ میں اسلامی حکومت کے ساتھ ہی ہر شہری کے بنیادی حقوق کی حفاظت کا اعلان کیا گیا۔ اس ضمن میں یہ امر پوری طرح واضح کر دیا گیا کہ ایک شہری کو حقوق کے حصول میں اختلاف مذہب رنگ، نسل، زبان کا کوئی دخل نہ ہوگا۔

پس میثاق مدینہ جہاں ایک طرف یونائیٹڈ نیشنز کے لئے مشعل راہ ہے وہاں مسلمان حکومتوں کے لئے بھی لمحہ فکریہ ہے جو میثاق مدینہ کی داعی اور

یونائیٹڈ نیشنز کے چارٹر پر بھی دستخط کر چکی ہیں۔

اب بین الاقوامی چارٹر کے ان حصوں کا ذکر کیا جاتا ہے جو دراصل آج کی ماڈرن سوسائٹی اور پندرہ سال قبل طے پانے والے Islamic Charter of Human Rights کی نشاندہی کرتا ہے۔ اور ہر عقلمند کے لئے غور و فکر کی دعوت دینے والا ہے خواہ اس کا مذہب ملک، رنگ، نسل، زبان کوئی بھی ہو۔

1 آرٹیکل میں کہا گیا ہے کہ تمام انسان آزاد ہیں اور برابر کے حقوق رکھتے ہیں۔

2 آرٹیکل میں کہا گیا ہے کہ انسانوں کے حقوق متعین کرتے وقت نسل، رنگ، جنس، زبان، مذہب اور اس کی سیاسی وابستگی سے بالاتر ہو کر فیصلہ کیا جائے گا۔

3 آرٹیکل 6 اور 7 میں کہا گیا ہے کہ تمام انسان قانون کے سامنے برابر حقوق رکھتے ہیں۔ آرٹیکل 9 میں کہا گیا ہے کہ بلاجواز کسی کو جیل میں نہیں رکھا جائے گا اور نہ ہی اپنا وطن چھوڑنے پر مجبور کیا جائے گا۔

4 آرٹیکل 12 اور 16 میں کہا گیا ہے کہ ہر انسان کی فیملی میں، شادی کرے اور اس کی نجی زندگی کو تسلیم کیا جائے گا اور اس میں دخل نہیں دیا جائے گا۔

5 آرٹیکل 14 میں کہا گیا ہے کہ کوئی بھی انسان اپنے وطن کے مظالم سے بچنے کیلئے دوسرے ملک میں اسائیلم لے سکتا ہے۔

6 آرٹیکل 17 میں جائیداد رکھنے کی اجازت دی گئی ہے۔

7 آرٹیکل 19 و 20 میں اپنے مذہب کی تبلیغ کرنے اور اپنے خیالات دوسروں تک پہنچانے کی آزادی دی گئی ہے۔ اور جلسہ اجلاسات منعقد کرنے کی آزادی دی گئی ہے۔

8 آرٹیکل 22 اور 26 میں اپنی پسند کی تعلیم سکول میں حاصل کرنے کی اجازت دی گئی ہے اور اچھی صحت اس کا حق ہے۔

UNO کے چارٹر اور میثاق مدینہ کے قبول کرنے میں ایک نمایاں فرق یہ ہے کہ میثاق مدینہ کے اعلان کے بعد مدینہ کی اسلامی حکومت نے نہ صرف دل و جان سے اس پر عمل کی کوشش کی بلکہ تمام معاہدین سے بھی اس پر عمل کروایا جبکہ UNO کے چارٹر پر دستخط کرنے سے کئی ممالک گریزاں رہے اور ہچکچاہٹ کا ابتداءً اظہار کرتے ہوئے اگر دستخط کئے بھی تو اس پر عمل سے گریزاں رہے۔

چنانچہ مغرب میں مدتوں عورت کو قانونی بنیادوں پر بنیادی حقوق سے محروم رکھا گیا۔ ”حتیٰ کہ (امریکہ میں) انیسویں ترمیم کے منظور ہونے سے قبل عورتوں کو حق رائے دہی بھی حاصل نہ تھا اگر چہ یہ بات اتنے زیادہ لوگوں کو معلوم نہیں مگر اہم ضرور ہے کہ 1824ء میں سپریم کورٹ نے مردوں کا یہ حق قرار دیا تھا کہ وہ عورتوں کو زدوکوب کر سکتے ہیں۔ اگر چہ اس امریکی عدالت عالیہ نے اسے 1891ء میں غیر قانونی قرار دے دیا۔ عورتوں کے لئے امتیازی سلوک کی ایک اور مثال یہ ہے کہ ایک اور مقدمے میں امریکی عدالت عالیہ کا یہ فیصلہ ہے کہ چودھویں آئینی ترمیم کے مساوی حقوق کے حصے کا اطلاق عورتوں پر نہیں ہوتا۔ یعنی انہیں معاشرہ میں مردوں کے برابر حقوق نہیں دئے جاسکتے“۔ (D.Stanley Fitzen,In Conflict and Disorder)

آنحضرت ﷺ نے مکہ سے یثرب ہجرت فرمائی تو اہل مدینہ کے جن گروہوں سے معاہدہ ہوا اس میں یہود کے تین قبائل بنوقینقاع، بنوقریظہ اور بنونضیر شامل تھے۔ اس معاہدہ کے مطابق یہود اور مسلمان امت واحدہ کے طور پر ریاست مدینہ کے باسی تھے۔ نبی کریمؐ نے ہمیشہ اس معاہدہ کا نہ صرف ایفاء اور احترام فرمایا بلکہ یہود کے حق میں عادلانہ فیصلے فرمائے۔

عبداللہ بن ابی حدرد الاسلمیؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی کا ان کے ذمے چار درہم قرض تھا جس کی میعاد ختم ہوگئی۔ اس یہودی نے آکر آنحضرت ﷺ سے شکایت کی کہ اس شخص کے ذمے میرے چار درہم ہیں اور یہ مجھے ادا نہیں کرتا رسول اللہؐ نے عبداللہؓ سے کہا کہ اس یہودی کا حق دے دو۔ عبداللہؓ نے عرض کیا اس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ مجھے قرض ادا کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ آپؐ نے دوبارہ فرمایا ”اس کا حق اسے لوٹا دو“ عبداللہؓ نے پھر وہی عذر کیا اور کہا کہ میں نے اسے بتادیا ہے کہ آپؐ ہمیں خیبر بھجوائیں گے اور مال غنیمت میں سے کچھ حصہ دیں گے تو واپس آکر میں اس کا قرض چکا دوں گا۔ آپؐ نے فرمایا ”ابھی اس کا حق ادا کرو“ نبی کریمؐ جب کوئی بات تین دفعہ فرمادیتے تھے وہ قطعی فیصلہ سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ عبداللہؓ اسی وقت وہاں سے بازار گئے۔ انہوں نے ایک چادر بطور تہبند کے باندھ رکھی تھی۔ سر کا کپڑا اتار کر تہبند کی جگہ باندھا اور چادر چار درہم میں بیچ کر قرض ادا کر دیا۔ اتنے میں وہاں سے ایک بڑھیا گزری وہ کہنے لگی ”اے رسول اللہؐ کے صحابی آپ کو کیا ہوا؟“ عبداللہؓ نے سارا واقعہ سنایا تو اس نے اسی وقت اپنی چادر جو اوڑھ رکھی تھی ان کو دے دی اور یوں رسول اللہؐ کے عادلانہ فیصلے کی برکت سے دونوں فریق کا بھلا ہوگیا۔ مگر آپؐ نے یہودی کے حق میں ڈگری کر کے عدل و انصاف کی مثال قائم فرمادی اسی طرح ایک دفعہ ایک یہودی بازار میں سودا بیچ رہا تھا، اسے ایک مسلمان نے کسی چیز کی تھوڑی قیمت بتائی، جو اُسے ناگوار گزری۔ اس نے کہا کہ اس ذات کی قسم جس نے موسیٰؑ کو تمام انسانوں پر فضیلت دی ہے۔ اس بات پر مسلمان نے اس کو تھپڑ رسید کر دیا اور کہا کہ نبی کریمؐ پر موسیٰؑ کو فضیلت دیتے ہو۔ وہ یہودی رسول کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے ابوالقاسم ہم آپ کی ذمہ داری اور امان میں ہیں اور آپؐ کے ساتھ ہمارا معاہدہ ہے اور اس مسلمان نے مجھے تھپڑ مار کر زیادتی کی ہے۔ نبی کریمؐ اس پر ناراض ہوئے اور فرمایا مجھے نبیوں کے مابین فضیلت نہ دیا کرو۔

اس میں کیا شک ہے کہ نبی کریمؐ کو تمام انبیاء پر فضیلت حاصل ہے لیکن آپؐ نے ایثار اور انکسار کو کام میں لاتے ہوئے یہی فیصلہ فرمایا کہ ایسی باتوں سے ماحول میں فتنہ و فساد پیدا کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

یہودی قبیلہ بنونضیر کی طرف سے مختلف مواقع پر نبی کریمؐ اور مسلمانوں کے خلاف مختلف اسباب جنگ پیدا ہوتے رہے ہیں انہوں نے چھت سے پتھر گرا کر آپ کو قتل کرنے کی بھی سازش کی۔ مگر آپؐ انہیں ڈھیل دیتے رہے اور درگزر فرمایا۔ لیکن جب آخری واقعہ پتھر گرانے کا ہوا، تو آپؐ نے انہیں ان کی ساری کاروائیاں جتلا کر ان کے خلاف فوج کشی فرمائی۔

اس کے برعکس یہود نے مسلسل عہد شکنی اور غداری کی جس کے نتیجہ میں بالآخر ان کو مدینہ بدر کرنا پڑا لیکن رسول اللہ ﷺ پر کبھی کسی یہودی کو عہد شکنی کا الزام تک لگانے کی جرأت نہ ہوئی۔ (بخاری)

نبی کریم ﷺ نے یہودی جنازوں کا بھی احترام کیا ایک دفعہ آپ کسی یہودی کا جنازہ آتے دیکھ کر کھڑے ہوگئے صحابہ نے عرض کیا کہ یہ تو یہودی کا جنازہ ہے فرمایا کیا وہ انسان نہیں تھا (بخاری)

نبی کریمؐ نے اپنے عادلانہ اصولوں کی بناء پر عیسائیوں سے بھی تعلقات رکھے اور انہیں مکمل مذہبی آزادی دی۔

اہل نجران سے جو معاہدہ ہوا اس میں انہیں مذہبی آزادی کے مکمل حقوق عطا کئے گئے۔ معاہدہ یہ ہوا کہ وہ دو ہزار چادریں سالانہ مسلمانوں کو بطور جزیہ دیں گے نیز یمن میں خطرے کی صورت میں تیس گھوڑے، تیس اونٹ، تیس ہتھیار ہر قسم کے یعنی تلوار، تیر، نیزے عاریتاً مسلمانوں کو دیں گے جو مسلمان بعد استعمال واپس کر دیں گے۔ مسلمان ان کی عبادت گاہوں کی حفاظت کریں گے۔ ان کے تمام مالکانہ حقوق مسلّم ہوں گے۔ ان کا کوئی گرجا گرایا نہیں جائے گا، نہ ہی کسی اسقف یا کسی پادری کو بے دخل کیا جائے گا اور نہ ان کے حقوق میں کوئی تبدیلی یا کمی بیشی ہوگی، نہ ہی ان کی حکومت اور ملکیت میں۔ نہ انہیں ان کے دین سے ہٹایا جائے گا جب تک وہ معاہدہ کے پابند رہیں گے۔ ان شرائط کی پابندی کی جائے گی اور ان پر کوئی ظلم یا زیادتی نہیں ہوگی۔ (ابوداؤد کتاب الخراج)

اسلام نے عہد کی پابندی پر بہت زور دیا ہے اور آنحضرت ﷺ پوری زندگی اس تعلیم پر دل و جان سے کاربند رہے اور اپنی امت کو بھی سختی سے اس پر کاربند رہنے کی تعلیم دی۔ چنانچہ قرآن مجید میں آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا کہ اپنے عہد کو پورا کرو۔ تمہارے کئے گئے عہد کے بارہ میں تم سے پوچھا جائے گا کہ تم نے کس حد تک اس کو نبھایا اور اس کی پابندی کی۔ پس آنحضرت ﷺ کی شان سے یہ بعید۔ تھا کہ اپنے معاہدات کی پابندی نہ کرتے بلکہ جب کبھی اس کی خلاف ورزی ہوئی وہ آپ کے مخالفین کی طرف سے ہی ہوئی ہے۔

چنانچہ آنحضور ﷺ نے میثاق مدینہ کی آخری شق سے ایفائے عہد کی روح اور اہمیت کا خلاصہ بیان فرمادیا۔ آپ نے فرمایا: وَاِنَّ اللّٰهَ جَارٌ لِمَنْ بَرَّ وَاتَّقٰى وَمُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم یعنی خدا اس شخص کا حامی ہے جو عہد و اقرار میں وفا شعار اور پرہیزگار رہو۔

میثاق مدینہ، حقوق انسانی کے علمبردار اور قیام امن کے ضامن معاہدہ کی تعریف کرتے ہوئے آر۔ اے۔ نکلسن رقم طراز ہیں:۔

”یہ دستوری دستاویز آپ کی عظیم سیاسی بصیرت کی عکاس ہے کیوں کہ اس کے تحت اس مثالی امت کا وجود عمل میں آیا جس کے لئے آپؐ نے جدوجہد کی تھی۔ اور جو مذہبی مظہر کی حامل تھی اور اس کی تشکیل عملی بصیرت کی بناء پر کی گئی تھی۔ (اس ریاست میں دستور کے تحت) اعلیٰ ترین اقتدار اللہ تعالیٰ اور محمد ﷺ کا تھا جن کے سامنے امت کے تمام اہم معاملے پیش کئے جاتے تھے تاہم امت میں یہودی اور غیر مسلم بھی شامل تھے“۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

”اے سامعین ہم سب کیا مسلمان اور کیا ہندو باوجود صدہا اختلافات کے اس خدا پر ایمان لانے میں شریک ہیں جو دنیا کا خالق اور مالک ہے اور ایسا ہی ہم سب انسان کے نام میں بھی شراکت رکھتے ہیں۔ یعنی ہم سب انسان کہلاتے ہیں۔ اور ایسا ہی بباعث ایک ہی ملک کے باشندہ ہونے کے ایک دوسرے کے پڑوسی ہیں۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ صفائے سینہ اور نیک نیت کے ساتھ ایک دوسرے کے رفیق بن جائیں اور دین و دنیا کی مشکلات میں ایک دوسرے کی ہمدردی کریں۔ اور ایسی ہمدردی کریں کہ گویا ایک دوسرے کے اعضاء بن جائیں۔

اے ہموطنو! وہ دین دین نہیں ہے جس میں عام ہمدردی کی تعلیم نہ ہو۔ اور نہ وہ انسان انسان ہے جس میں ہمدردی کا مادہ نہ ہو۔ مثلاً جو انسانی طاقتیں اور قوتیں ...... قدیم قوموں کو دی گئی ہیں۔ وہی تمام قوتیں عربوں اور فارسیوں اور شامیوں

باقی صفحہ 6 پر

مکرم بشیر الدین کمال صاحب

محترمہ طیبہ صدیقہ صاحبہ کا ذکر خیر

محترمہ طیبہ صدیقہ صاحبہ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب کی صاحبزادی، حضرت سیدہ چھوٹی آپا کی بہن، مکرم نواب مسعود احمد خان صاحب کی اہلیہ اور خاکسار کی اہلیہ صاحبہ کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔

آپ لجنہ میں اتنی معروف تو نہ تھیں لیکن لجنہ کے لئے آپ کی خدمات ضرور ہیں۔ خاکسار کا واسطہ تو آپ سے تھوڑا ہی عرصہ رہا۔ پھر جلد ہی آپ چلتے پھرتے خدا کے حضور حاضر ہوگئیں۔ جس کا خیال بھی نہ تھا۔ اس تھوڑے ہی عرصہ میں آپ اپنے حسن اخلاق کے ایسے گہرے نقش چھوڑ گئیں۔ جن کی وجہ سے خاکسار آپ کے بارہ میں کچھ مختصر سا لکھنے پر بغرض دعا مجبور ہوا۔

خاکسار کی اہلیہ صاحبہ کے والد مکرم مرزا احمد شفیع صاحب پارٹیشن کے وقت قادیان میں مستورات کی حفاظت کے سلسلہ میں مامور تھے اور آپ کو اسی ڈیوٹی کے دوران دشمنوں نے شہید کر دیا۔ جس کا ذکر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے شہداء کے ذکر خیر میں فرمایا ہے۔ چنانچہ آپ کی اہلیہ محترمہ امۃ الرحمان نے کافی عرصہ بیوگی کا زمانہ کاٹا اور چار بچوں کی پرورش کرتی رہیں۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کی بیٹی امۃ القیوم صاحبہ کی شادی خاکسار کے ساتھ ہوئی۔ جبکہ یہ اکیلی ہی اپنی امی کے پاس رہتی تھیں۔

محترمہ امۃ الرحمان کی بیوگی کے عرصہ میں جہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی، حضرت سیدہ چھوٹی آپا اور دیگر نے آپ کا اور آپ کے بچوں کا خیال رکھا وہاں محترمہ طیبہ صدیقہ صاحبہ نے بھی اپنی ممانی کا بہت خیال رکھا۔ مثلاً آپ کے گھر اکثر آنا جانا۔ تحفے تحائف بھیجنا وغیرہ۔ کیونکہ ایک رشتہ دار ہونے کے ناطے سے آپ جہاں اپنے فرائض منصبی کو اچھی طرح سمجھتی تھیں وہاں ان کو اچھی طرح ادا کرنا بھی جانتی تھیں۔

جب خاکسار کی شادی محترمہ امۃ القیوم بیگم صاحبہ سے ہوئی تو آپ بہت ہی خوش تھیں۔ شادی کے فوراً بعد ایک دفعہ خاکسار اپنی اہلیہ کے ہمراہ آپ کو ملنے کے لئے آپ کے گھر گیا۔ تو سب سے پہلے بٹھانے کے بعد چائے وغیرہ بھجوادی۔ تھوڑی دیر بعد خود تشریف لے آئیں۔ خاکسار کی اہلیہ کو بار بار شادی کی مبارک باد دیتیں اور محترمہ صاحبزادی امۃ القدوس بیگم صاحبہ اہلیہ صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب کا بار بار تذکرہ کرتیں کہ انہوں نے یہ شادی کروا کر بہت ہی عمدہ کام کیا ہے۔

پھر جب بھی خاکسار آپ کو ملنے کے لئے حاضر ہوتا۔ فوراً اپنے کمرے میں ہی بلا لیتیں۔ حال احوال پوچھتی۔ چائے وغیرہ سے خدمت کرتی اور بچوں کو آواز دے کر کہتیں کہ آپ کے نانا آئے ہیں۔ ان سے ملو۔ یہ ان کی ذرہ نوازی تھی کہ وہ خاکسار کو رشتہ دار سمجھتے ہوئے اپنے پوتے پوتیوں کو رشتہ داری سے آگاہ کرتیں۔

اس وقت ہم سرگودھا میں رہائش پذیر تھے اور آپ کو ملنے کے لئے سرگودھا سے آیا کرتے تھے۔ خاکسار کی اہلیہ صاحبہ کو ہمیشہ کہا کرتیں کہ قیوم جب تم ربوہ شفٹ ہوگی میں ضرور آپ کے گھر آیا کروں گی۔ افسوس کہ زندگی نے وفا نہ کی اور ہمارے ربوہ شفٹ ہونے سے پہلے ہی خدا کے حضور حاضر ہوگئیں۔ جس کا آج بھی دکھ محسوس ہوتا ہے۔ جب آپ کے گھر کے پاس سے گزرتا ہوں تو آپ یاد آتی ہیں اور آپ کے لئے دعا نکلتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے مغفرت فرمائے۔ درجات بلند فرمائے۔ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

مکرم ڈاکٹر ملک نسیم اللہ خان صاحب

بچوں میں پیدائشی بہرہ پن

کان کے مختلف حصوں کے متاثر ہونے سے بہرہ پن پیدا ہوتا ہے۔ بہرے پن کی مندرجہ ذیل وجوہات ہوتی ہیں۔

1۔ کان کے بیرونی اور وسطی حصے میں خرابی خواہ وہ انفیکشن سے ہو یا آواز میں لہروں میں کمی کی وجہ سے ہو۔

2۔ کان کی چھوٹی ہڈیوں میں کیلشیم کی زیادتی۔

3۔ کان کے پردے میں سوراخ ہونا۔

کاکلیا (Coclea) کی کمزوری یا کاکلیا میں کسی وجہ سے انفیکشن ہونا۔ یاد رہے کہ عام بہرے پن میں کاکلیا نارمل ہوتا ہے۔ جبکہ پیدائشی بہرے پن میں کاکلیا یا تو بہت کم کام کرتا ہے۔ یا کرتا ہی نہیں۔ بہرے پن کا علاج کان میں بہرے پن کی وجہ پر منحصر ہوتا ہے۔ اگر کان کے پردے میں سوراخ ہو تو آپریشن کے ذریعے پیوند کاری کی جا سکتی ہے۔

کاکلیر امپلانٹ

(Coclear Implant)

یہ ایک جدید ترین طریقہ علاج ہے۔ جس کے ذریعے شدید سے شدید ترین تر بہرہ پن بھی دور کیا جاسکتا ہے۔

یہ دراصل ایک برقی مشین ہے۔ جو کان کے پیچھے کھوپڑی میں فٹ کر دی جاتی ہے۔ آپریشن بے ہوشی کے بعد کیا جاتا ہے اور مشین کو کان کے پیچھے سر کی یعنی کھوپڑی کی ہڈی پر فکس کر دیا جاتا ہے۔

اس مشین سے دو عدد تار نکلتے ہیں۔ ایک ایکٹو اور ایک خاموش ہوتا ہے۔ پہلے ان میں سے ایک مریض کے کان کے پیچھے لگا دیا جاتا ہے۔ جب ایک مقناطیسی پیغام ملتا ہے۔ یہ پیغام اس پروسیسر (Processor) سے ملتا ہے۔ جو مریض کے کان کے پیچھے لگا دیا جاتا ہے۔

والدین کے لئے ایک اہم اور ضروری بات یہ ہے کہ پیدائشی گونگے بہرے بچوں میں کاکلیر امپلانٹ کے آپریشن کی عمر چھ سال کے لگ بھگ ہے۔ ایسے بچے جن کا آپریشن چھ سال کے لگ بھگ اور خصوصاً چھ سال سے پہلے پہلے ہوا ہو۔ ان میں یہ آپریشن بہت کامیاب رہتا ہے۔

والدین کو چاہئے کہ جوں ہی انہیں پتہ چلے ہے کہ بچے کے سنائی دینے میں کمی ہے۔ اس کی تحقیق کی جائے۔ اسے Bera-test کر کے معلوم کیا جائے کہ بہرہ پن کس قدر ہے۔ اگر بہرہ پن شدید ہو تو آلہ تین ماہ کی عمر میں ہی شروع کر دیا جانا چاہئے۔ بچے کے گویائی کے سیکھنے کی عمر شروع کے چھ سال ہیں۔ اس میں اگر آلہ لگایا جائے تو کچھ آواز دماغ تک پہنچ جاتی ہے۔ دماغ کا وہ حصہ جسے Speech centre کہتے ہیں جاگتا رہتا ہے۔ یعنی کام کرتا رہتا ہے۔ اگر دماغ کے کسی حصے کو ایک عرصہ تک کام کرنے سے محروم کر دیا جائے تو وہ بے کار ہو جاتا ہے یعنی پھر کام کرنے کے قابل نہیں رہتا۔ بہرے پن کی وجہ سے سنائی دینے کا Centre مزید کمزور ہو جاتا ہے۔ اس طرح تفصیل سے ہڑتال کرنے کا عمل ختم ہو جاتا ہے۔ یہی بات Speech centre کی ہے۔ یعنی گویائی والا دماغ کا حصہ بول چال نہ کرنے کی وجہ سے اتنا بے کار ہو جاتا ہے کہ پھر گویائی ممکن نہیں۔

اور آواز کی ادائیگی کے لئے زبان، ہونٹ اور دوسرے پٹھے بے کار ہو جاتے ہیں۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ بچے کے جس حد تک ممکن ہو، بہرہ پن کے معلوم ہونے کے فوری بعد یہ آلہ فٹ کروا دیا جائے اور سپیچ تھراپی (Speech Therapy) شروع کر دی جائے۔

احباب جماعت اور واقفین نو بچوں کے والدین کو چاہئے کہ پیدائش کے بعد اپنے بچوں کے میڈیکل چیک اپ ضرور کروائیں اور اگر خدا نخواستہ بچہ گونگے بہرے پن کا شکار ہو تو بلا تاخیر اس کا علاج کروانا چاہئے اور ڈاکٹر سے مشورہ کر کے کاکلیر امپلانٹ کا آپریشن کروا لینا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سب کو صحت مند اور ذہین بچوں سے نوازے جو خدمت دین کے لئے بھی کمربستہ ہوں۔ آمین

بقیہ صفحہ 5

اور چینیوں اور جاپانیوں اور یورپ اور امریکہ کی قوموں کو بھی عطا کی گئی ہیں۔ سب کے لئے خدا کی زمین امن کا کام دیتی ہے اور سب کے لئے اس کا سورج اور چاند اور کئی اور ستارے روشن چراغ کا کام دے رہے ہیں اور دوسری خدمات بھی بجالاتے ہیں ...... پس یہ اخلاق ربانی ہمیں سبق دیتے ہیں کہ ہم بھی اپنے بنی نوع انسانوں سے مروت اور سلوک کے ساتھ پیش آویں اور تنگ دل اور تنگ ظرف نہ بنیں۔"

(پیغام صلح صفحہ 1 روحانی خزائن جلد 23 مطبوعہ لندن 1984ء)

آج دنیا کے سب آئین اور معاہدے اور عالمی ادارے انسانیت کے لئے انسانی حقوق۔ رواداری۔ تحفظ اور امن کا ماحول پیدا کرنے سے عاجز آچکے ہیں۔ اور آج یہ نعمتیں انسانیت کو صرف اور صرف محسنِ انسانیت حضرت رسول کریم ﷺ کے بنائے ہوئے منشور اور اصولوں پر جن کا سرچشمہ میثاقِ مدینہ ہے خلوص دل کے ساتھ عمل کرنے سے ہی حاصل ہوسکتی ہیں۔

دنیا میں مظلوم انسانیت کو سہارا دینے اور ان کے بنیادی حقوق اُستوار کرنے اور امن۔ عدل اور احسان کا معاشرہ قائم کرنے کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو سونپی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم حضرت رسول کریم ﷺ کے قائم فرمودہ اصولوں اور آپ کی پاک سیرت کو اپنائیں اور پھیلائیں اور آپ کے خُلق کو اپنی ذات میں زندہ کر کے دنیا کے سامنے پیش کریں۔

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

جنت کا دروازہ

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔

جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے کا نام ''باب الصدقہ'' ہے جہاں سے صدقہ و خیرات کرنے والے داخل ہوں گے۔احباب و خواتین سے گزارش ہے کہ وہ اپنے صدقہ وخیرات (عطایا جات) صدر انجمن احمدیہ/فضل عمر ہسپتال کی مدامداد نادار مریضاں/ ڈویلپمنٹ میں بھجوا کر ثواب دارین حاصل کریں۔

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

اعلان دارالقضاء

(مکرم محمد بوٹا صاحب ترکہ مکرمہ حنیفاں بی بی صاحبہ)

مکرم محمد بوٹا صاحب نے درخواست دی ہے کہ میری والدہ محترمہ حنیفاں بی بی صاحبہ وفات پا چکی ہیں ان کے نام قطعہ نمبر 13/6 دارالعلوم شرقی ربوہ برقبہ 9 مرلہ 174 مربع فٹ میں سے 1/5 حصہ منتقل کردہ ہے۔

تفصیل ورثاء

(1) مکرم خورشید احمد صاحب (خاوند)
(2) مکرم محمد بوٹا صاحب (بیٹا)
(3) مکرم محمد حنیف صاحب (بیٹا)
(4) مکرم یٰسین صاحب (بیٹا)
(5) مکرم حبیب اللہ صاحب (بیٹا)
(6) مکرمہ ثریا بی بی صاحبہ (بیٹی)
(7) مکرمہ صفیہ بی بی صاحبہ (بیٹی)
(8) مکرمہ رضیہ بی بی صاحبہ (بیٹی)
(9) مکرمہ زاہدہ بی بی صاحبہ (بیٹی)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ کسی وارث یا غیر وارث کو اس منتقلی پر اگر کوئی اعتراض ہو تو وہ تیس یوم کے اندر اندر دفتر ہذا کو تحریراً مطلع کر کے ممنون فرمائیں۔ (ناظم دارالقضاء ربوہ)

پتہ درکار ہے

مکرمہ سمیرا شاہد صاحبہ اہلیہ مکرم شاہد محمود صاحب وصیت نمبر 80158 نے مورخہ 27 مارچ 2008ء کو دارالعلوم غربی صادق ربوہ سے وصیت کی تھی۔جس کے بعد موصیہ کا دفتر سے رابطہ نہ ہے۔اگر موصیہ خود یہ اعلان پڑھیں یا کسی کو ان کے موجودہ پتہ کا علم ہو تو دفتر وصیت کو مطلع فرمائیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

ولادت

مکرم منور احمد جاوید صاحب نائب ناظر ضیافت ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے بھتیجے مکرم ملک محمد احمد صاحب آف کینیڈا کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ 14 دسمبر 2010ء کو دوسرے فرزند سے نوازا ہے۔نومولود کا نام صائم احمد تجویز ہوا ہے۔جو برادرم مکرم ملک محمود احمد صاحب آف گوجرانوالہ کا پوتا ،مکرم بشیر احمد صاحب آف پشاور کا نواسہ ،مکرم ملک مظفر احمد صاحب مرحوم آف گنج مغل پورہ لاہور اور والد صاحب کی طرف سے حضرت مسیح موعود کے رفیق حضرت ڈاکٹر ظفر حسن صاحب آف قادیان کی نسل سے ہے۔احباب جماعت سے نومولود کی صحت وسلامتی کے ساتھ باعمر ہونے اور خادم دین بننے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

ولادت

مکرم خالد احمد بھٹی صاحب ابن مکرم محمد سرور بھٹی صاحب معلم وقف جدید تتلے عالی ضلع گوجرانوالہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ 30/اکتوبر 2010ء کو تیسرے بیٹے سے نوازا ہے۔سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت بچے کو وقف نو کی مبارک تحریک میں قبول فرماتے ہوئے محسن احمد نام عطا فرمایا ہے ۔ نومولود مکرم میاں طارق محمود بھٹی صاحب سیکرٹری دعوت الی اللہ ضلع حافظ آباد کا بھتیجا اور مکرم جاوید احمد صاحب محاسب نیو لیبر کالونی سائٹ ایریا حیدرآباد کا بھانجا ہے۔احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت وسلامتی والی لمبی زندگی عطا فرمائے نیک ، صالح ، خادم دین ، والدین کیلئے قرۃ العین اور خلافت احمدیہ کا وفادار بنائے۔آمین

ولادت

مکرم بشارت احمد صاحب وڑائچ ماڈل ٹاؤن لاہور تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی بیٹی مکرمہ ربیعہ نعمان صاحبہ اہلیہ مکرم نعمان احمد مجوکہ صاحب آف سڈنی آسٹریلیا کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ 3 دسمبر 2010ء کو پہلی بیٹی سے نوازا ہے۔جس کا نام زویا نعمان تجویز ہوا ہے بچی مکرم ملک محمد اقبال مجوکہ صاحب آف شیزان انٹرنیشنل لاہور کی پوتی اور حضرت چوہدری سردار خان صاحب آف قلعہ کالروالا ضلع سیالکوٹ اور حضرت حافظ میاں عبدالعزیز صاحب نون آف ہلال پور رفقاء حضرت مسیح موعود کی نسل میں سے ہے۔احباب سے درخواست دعا ہے کہ مولا کریم بچی کو نیک ، صالحہ اور والدین کیلئے قرۃ العین بنائے۔آمین

ماہ دسمبر اُس کے نام

آس، امید نرالی رکھ
یادوں کی ہریالی رکھ
ہونٹ رہیں خاموش، مگر
ہر پل آنکھ سوالی رکھ
ماہِ دسمبر اُس کے نام
جاری یاد جگالی رکھ
دھان اناج ہے فوراً بیچ
کام کی چیز پرالی رکھ
آئیں گے مہمان یہاں
کمرے گھر کے خالی رکھ
پیار کا بُوٹا کہتا ہے
اشکوں سے ہریالی رکھ
نام ندیمؔ بھی اچھا ہے
یار ندیمؔ مثالی رکھ

انور ندیمؔ علوی

محترم سید میر مسعود احمد صاحب

حضرت میر محمد اسحٰق صاحب کے فرزند واقف زندگی مربی سلسلہ اور عالم دین محترم سید میر مسعود احمد صاحب مورخہ 23 دسمبر 2002ء بروز سوموار 75 سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔

آپ نے جامعہ پاس کرنے کے بعد پہلے نظارت دعوت الی اللہ اور پھر تحریک جدید میں وکالت دیوان ' وکالت تجارت میں کام کیا پھر ڈنمارک اور سوئٹزر لینڈ میں کل 15 سال تک خدمات انجام دیں۔ مرکز میں وکیل صد سالہ جشن تشکر رہے۔ وفات کے وقت آپ ممبر مجلس تحریک جدید اور نگران متخصصین تھے۔ اہلیہ کے علاوہ چار بیٹے یادگار چھوڑے۔ آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ کی چاردیواری میں ہوئی۔

دارالصناعۃ میں داخلہ

دارالصناعۃ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ میں درج ذیل ٹریڈز میں داخلے جاری ہیں۔

مارننگ سیشن

1۔ آٹو مکینک۔ 2۔ ریفریجریشن وایئر کنڈیشننگ۔3۔وڈورک (کارپینٹر)

ایوننگ سیشن

1۔آٹو الیکٹریشن۔ 2۔ جنرل الیکٹریشن و بنیادی الیکٹرونکس ۔ 3۔ پلمبنگ۔4۔ ویلڈنگ اینڈ سٹیل فیبریکیشن

تمام کورسز کا دورانیہ 6 ماہ کا ہے۔

داخلہ فارم کے حصول و دیگر معلومات کے لئے دفتر دارالصناعۃ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ 27/52 دارالعلوم وسطی ربوہ/فون نمبر 047-6211065 سے رابطہ کریں۔

☆ نئی کلاسز کا آغاز یکم جنوری 2011ء سے ہوگا۔
☆ نشستوں کی تعداد محدود ہے۔
☆ بیرون ربوہ طلباء کے لئے ہوسٹل کا انتظام ہے۔
☆ والدین اپنے بچوں کو ادارہ میں داخل کروائیں۔

تمام طلباء جو گزشتہ سیشنز میں کورسز مکمل کر چکے ہیں، ان کی اسناد آ چکی ہیں۔لہٰذا ان سے گزارش ہے کہ اپنی اسناد دفتر ہذا سے صبح کے وقت حاصل کرلیں۔

(نگران دارالصناعۃ)

خالص سونے کے حسین زیورات
منور جیولرز
اقصیٰ روڈ ربوہ
047-6211883
پروپرائٹر: میاں منور احمد قمر
0321-7709883

نئے ذوق اور جدت کے ساتھ
گوندل بینکویٹ ہال اینڈ موبائل کیٹرنگ
خوبصورت انٹیریئر ڈیکوریشن اور لذیذ کھانوں کی لامحدود ورائٹی زبردست ائیر کنڈیشننگ
(بکنگ جاری ہے)
047-6212758,0300-7709458
0300-7704354,0301-7979258

طاہر فاؤنڈیشن کی عمارت کا سنگ بنیاد

12 دسمبر 2010ء کو دارالصدر غربی میں طاہر فاؤنڈیشن کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ تقریب کی صدارت محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ نے فرمائی۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرم سید قمر سلیمان احمد صاحب سیکرٹری طاہر فاؤنڈیشن نے تقریب کا تعارف کراتے ہوئے بتایا۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ برطانیہ کے دوسرے روز کے خطاب میں 26 جولائی 2003ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے کاموں کو جاری رکھنے اور آپ کے علمی فیضان خطبات، خطابات، درس القرآن و مجالس عرفان جیسے عظیم کاموں کی تدوین و اشاعت کیلئے طاہر فاؤنڈیشن کے قیام کا اعلان فرمایا۔ اور محترم شیخ مظفر احمد ظفر صاحب امیر ضلع فیصل آباد کو اس کا چیئرمین مقرر فرمایا اس کیلئے 20 ڈائریکٹرز پاکستان اور بیرون پاکستان مقرر فرمائے۔ اس کے فنڈز کیلئے تینوں انجمنوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں رقم پیش کرنے کی سعادت پائی۔

طاہر فاؤنڈیشن کے عارضی دفتر کا قیام جنوری 2004ء میں دفاتر پرائیویٹ سیکرٹری میں قائم کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب تک طاہر فاؤنڈیشن خطبات طاہر کی سات جلدیں شائع کر چکا ہے، اسی طرح خطابات جلسہ سالانہ قبل از خلافت شائع ہو چکے ہیں اور افتتاحی خطابات جلسہ سالانہ کا مسودہ تیار ہو چکا ہے نیز خطبات عیدین اور شہداء احمدیت (آغاز تا عہد خلافت رابعہ) شائع کرنے کی توفیق مل چکی ہے نیز مجالس عرفان و سوال و جواب پر کام جاری ہے۔

طاہر فاؤنڈیشن کے بڑھتے ہوئے کاموں کے پیش نظر ایک الگ عمارت کی ضرورت تھی۔ اس عمارت کیلئے مکرم صدیق احمد ڈوگر صاحب نے تین کنال کا پلاٹ ارزاں قیمت پر دیا۔ اس پر تعمیر ہونے والی عمارت کا کل مسقّف حصہ سات ہزار مربع فٹ ہے جس کا نہایت خوبصورت نقشہ مکرم محمد طارق صاحب آرکیٹکٹ نے بنایا ہے جو کہ تین فلور یعنی بیسمنٹ، گراؤنڈ فلور اور فرسٹ فلور پر مشتمل ہے۔

تعارف کے بعد صاحبزادہ صاحب اور دیگر بزرگان نے بنیادی اینٹیں نصب فرمائیں جس کے بعد صدر مجلس نے دعا کروائی اور مہمانوں کی خدمت میں ریفریشمنٹ پیش کی گئی۔

چھٹی سالانہ تقریب آمین

(مجلس انصاراللہ مقامی ربوہ)

اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ مورخہ 20 دسمبر 2010ء کو مجلس انصاراللہ مقامی ربوہ کو انصاراللہ کی چھٹی اجتماعی تقریب آمین منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ اس بابرکت تقریب کے مہمان خصوصی محترم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ پاکستان تھے۔ تلاوت قرآن کریم اور عہد کے بعد مکرم انور نسیم صاحب منتظم تعلیم القرآن و وقف عارضی مجلس انصاراللہ مقامی ربوہ نے رپورٹ پیش کی۔ اس تقریب آمین میں پہلی مرتبہ قرآن کریم ناظرہ پڑھنے والے جو چار انصار شامل ہوئے ان کے اسماء یہ ہیں۔

1۔ مکرم محمد صدیق صاحب دارالفتوح غربی کو مکرم میاں محمد زاہد صاحب

2۔ مکرم تصور احمد صاحب دارالیمن غربی شکر کو مکرم محمد اقبال صاحب

3۔ مکرم مقصود احمد صاحب دارالعلوم شرقی مسرور کو ان کی بیٹی محترمہ سمیرا مقصود صاحبہ

4۔ مکرم امانت علی صاحب فیکٹری ایریا احمد کو مکرم صدیق احمد منور صاحب نے قرآن کریم پڑھایا۔

اس طرح اب تک 32 انصار نے پہلی مرتبہ قرآن کریم پڑھا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی نصرت فرمائے اور انہیں آئندہ مسلسل باقاعدہ تلاوت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

انصار کو ناظرہ پڑھانے کا کام کافی کٹھن اور محنت طلب ہے متعدد انصار ایسے بھی تھے کہ انہوں نے شروع کیا مگر جاری نہ رکھ سکے۔ اس بابرکت کام میں دارالیمن غربی، حلقہ شکر کے مکرم اقبال صاحب نائب زعیم تعلیم القرآن اور حلقہ دارالفتوح غربی کے زعیم مکرم عبدالمنان صاحب بھی خدا کے فضل سے بھرپور سعی کرتے ہوئے ہر سال ایک ناصر کو اس تقریب میں شامل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی جزائے خیر عطا فرماوے آمین اور انصار کو پڑھانے والوں کو اپنی رحمت اور فضل سے نوازے۔ آمین

اس رپورٹ کے بعد محترم صدر مجلس نے ان انصار سے قرآن کریم سنا۔ بعدازاں انعامات تقسیم فرمائے اور نصائح کیں۔ آخر پر اجتماعی دعا کے ساتھ یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

ربوہ میں طلوع وغروب 23۔دسمبر	
طلوع فجر	5:36
طلوع آفتاب	7:03
زوال آفتاب	12:07
غروب آفتاب	5:11

آندرے آس لینگوئج انسٹیٹیوٹ
جرمن زبان سیکھیے
گوئٹے انسٹیٹیوٹ سے سند یافتہ ٹیچر
اور اب لاہور کراچی ٹیسٹ کی تیاری کیلئے بھی تشریف لائیں۔
(1) کورس دو ماہ -/4000 ماہانہ (2) کورس تین ماہ -/6000 ماہانہ (3) صرف تیاری ٹیسٹ ایک ماہ -/4000
برائے رابطہ: طارق شبیر دارالرحمت غربی ربوہ
03336715543, 03007702423,0476213372

بلوچ بھائی پراپرٹی ایڈوائزر
احمدی بھائیوں سے گزارش ہے کہ بااعتماد پراپرٹی کی خرید وفروخت کیلئے اور کرایہ پر مکانات یا دکانیں وغیرہ کے لین دین کیلئے رابطہ کریں۔
آفس مین مری روڈ بارہ کہو اسلام آباد
0333-5595570,0321-5220304

بلڈنگ کنسٹرکشن
خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ
سٹینڈرڈ بلڈرز کی ماہر اور تجربہ کار ٹیم کی زیر نگرانی لاہور میں اپنے گھر/ پلازہ/ ملٹی سٹوری بلڈنگ کی تعمیر لیبر ریٹ بمعہ میٹیریل مناسب ریٹ پر کرائیں۔
رابطہ:۔ کرنل (ر) منصور احمد طارق، چوہدری نصراللہ خان
0300-4155689, 0300-8420143
سٹینڈرڈ بلڈرز ڈیفنس لاہور
042-35821426,35803602,35923961

نیا سال مبارک ہو
نئے سال کا کیلنڈر مفت حاصل کریں
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
Ph:047-6212434-6211434

آزمائشی کمئ خون کورس فری
افاقہ ہو تو مکمل علاج کرائیں۔ معلوماتی کتابچہ فری۔ ہماری کتاب "فیملی ڈاکٹر" کی مدد سے اپنا علاج خود کریں۔ ربوہ کے ہر بڑے کتب فروش سے دستیاب ہے
مظہر ہومیو و ہربل فارما و ہسپتال
www.drmazhar.com
احمد نگر ربوہ 0334-6372686:

اطاعت میں کامیابی۔ وقار اور فتح ہے
حکیم منور احمد عزیز
چک چٹھہ حافظ آباد والے
دارالفتوح شرقی ربوہ
فون 0476214029 موبائل: 03346201283

Formaly Jakarta Currency
PREMIER EXCHANGE
Exchange co.'B' PVT.LTD. co.'B' PVT.LTD
DEALS iN ALL FOREIGN CURRENCIES
State Bank Licence No.11
Director: Adeel Manzar
Ph: 042-7566873,7580908, 7534690
Fax: 042-7568060,Mobil: 0333-4221419
Shop # 31, Ground Floor, Latif Centre, (Jewellry Market) Ichhra Lahore

KOHISTAN STEEL
DEALERS OF PAKISTAN STEEL MILLS CORPORATION LTD AND IMPORTERS
219 Loha Market Landa Bazar Lahore
Tel:+92-42-7630066,7379300
Mob:0300-8472141
Talib-e-Dua:Mian Mubarik Ali

FD-10

AHMADIYYA BPO
Job Opportunity in Call Centre Night Shift
Fixed Salary + Commission. 3 Supervisors & 22 Agents Required
mininmum 6 Month Experience for Supervisor
Agents must be fluent in English Speaking, have some marketing skills and the minimum Qualification in Bs.c
intersted people submit their Cv's at ahmadiyyabpo@gmail.com
and you will get the Interview Date & Time within 24 hr from the same source.
Khalid Jawed 11/4 Dar-ul-Sadar Gharbi Rabwah, 0333-6707009
www.ahmadiyyabpo.com

BETA® PIPES
042-5880151-5757238